اخبار "Die Zeit" کے لئے انٹرویو

پروگرام کے مطابق ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ جرمنی کے ایک مشہور اخبار "Die Zeit" کے آن لائن ایڈیشن کے صحافی طاہر چوہدری صاحب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔

طاہر چوہدری صاحب ایک احمدی نوجوان ہیں اور یونیورسٹی میں صحافت کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اخبار "Die Zeit" سے وابستہ ہیں اور بہت سے سیاستدانوں، کھلاڑیوں، معاشرتی ماہرین کے انٹرویو کر چکے ہیں۔

اخبار "Die Zeit" ایک ہفت روزہ اخبار ہے جو 1946ء سے ہر جمعرات کو شائع ہوتا ہے۔ سابق چانسلر شمٹ اس اخبار کے ناشر اور ایک اطالوی صحافی مدیر اعلیٰ ہیں۔ یہ اوسطاً پانچ لاکھ کی تعداد میں فروخت ہوتا ہے جبکہ اس کو پڑھنے والوں کی تعداد ڈیڑھ ملین ہے اور آن لائن ایڈیشن کو انٹرنیٹ پر دیکھنے والے لوگوں کی تعداد تقریباً پانچ ملین ہے۔

❁......**صحافی طاہر احمد صاحب نے پہلا سوال یہ کیا کہ آجکل اسلام کی حالت کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے اور اسلام کے تنزل کی بنیادی وجوہات کیا ہیں؟**

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اسلام کے تنزل کی بنیادی وجوہات معلوم کرنے کے لئے ہمیں اسلام کے اُس ابتدائی زمانہ میں جانا پڑے گا جب اسلام کی ابتدا ہوئی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر ایک بگڑی قوم کو ٹھیک کیا اور ان کو انسان بنایا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ان کو جانوروں سے انسان بنایا، تعلیم یافتہ انسان بنایا پھر باخدا انسان بنایا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی پہچان کرنے لگ گئے۔ جب یہ حالت ہوگئی اور یہ تبدیلی پیدا ہوگئی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ ایک زمانہ آئے گا جب یہ لوگ جن کی ایسی اعلیٰ تعلیم ہے ان کی دوبارہ وہی حالت ہوجائے گی بلکہ اس سے بھی بدتر حالت ہوجائے گی اور اُس وقت جہاں تک اسلامی تعلیم کا سوال ہے جو قرآن کریم میں کھلے طور پر درج ہے وہ تو موجود ہوگی لیکن اُس کو سمجھانے والے، اُس کو بتانے والے جو علماء ہیں، وہ بگڑ چکے ہوں گے۔ اور جب وہ زمانہ آئے گا تو اُس وقت ایک شخص آئے گا جو پھر اسلام کو دوبارہ دنیا میں قائم کرے گا، ایمان کو دنیا میں قائم کرے گا۔ اور ایمان اگر ثریا ستارہ پر بھی چلا گیا تو وہ وہاں سے زمین پر لے آئے گا۔

تو آج مسلمانوں کی جو یہ بگڑی ہوئی حالت ہے یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس پیشگوئی کے مطابق ہے اور اس کا علاج بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا تھا کہ وہ زمانہ آئے گا جب یہ حالت ہوگی تو اس وقت، مسلمانوں کو پھر سدھارنے کے لئے، ان کی ہدایت کے لئے امام مہدی آئے گا تو اُس کو مان لینا اور اُس کو میرا سلام پہنچانا، اُسے قبول کر کے تم لوگوں کی حالت صحیح ہوگی ورنہ تم بگڑتے چلے جاؤ گے۔ بگڑنے کی حالت کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، میری امّت پر بھی وہ حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے تھے، جن میں ایسی مطابقت ہوگی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر اُن میں سے کوئی اپنی ماں سے بدکاری کا مرتکب ہوگا تو میری امّت میں سے بھی کوئی ایسا بدبخت نکل آئے گا۔ اس سے گراوٹ کا اندازہ کرلیں کہ اخلاقی طور پر بھی اور مذہبی طور پر بھی اور دینی طور پر بھی اتنے بگڑ جائیں گے، جس کی کوئی انتہا نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اُس وقت جس نے آنا تھا اُس کو مان لو گے تو بچ جاؤ گے اور آج یہی ہم دیکھ رہے ہیں۔ ہر فرقہ شدّت پسندی کی اگر تعلیم نہیں دیتا تو اپنے عمل سے شدت پسندی کی حمایت اور اظہار کرتا ہے۔ سوائے جماعت احمدیہ کے، ہم پہ ظلم بھی ہوتا ہے تو ہم اُس کو برداشت کرتے ہیں اور ظلم کا بدلہ برداشت اور دعا سے دیتے ہیں اور صبر سے دیتے ہیں، حوصلہ سے دیتے ہیں۔ پس یہ حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق بگڑے ہیں اور اسی پیشگوئی کے مطابق آنے والا آ گیا۔ تو اُس نے دنیا کو بتا دیا کہ حقیقی اسلام کیا ہے۔ اب جب تک اُس کو نہیں مانتے یہ بگڑتے جائیں گے۔ یہی بات میں نے ہر جگہ اپنے انٹرویوز میں، اپنے ایڈریسز میں بتائی ہے۔ امریکہ میں بھی، آئرلینڈ میں بھی، یوکے میں بھی یہی میں نے کہا ہے۔ یہی میرا پیغام ہوتا ہے کہ یہ مسلمان بگڑتے جائیں گے اور اُس وقت تک نہیں سنبھل سکتے جب تک یہ اللہ کی طرف سے آنے والے کو نہیں مانیں گے۔

❁......**جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ کے نزدیک لوگوں کی اسلام کے بارہ میں سب سے بڑی غلط فہمی کیا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ جرنلسٹ ہیں۔ آپ کو پتا ہونا چاہئے، غلط فہمی کیا ہے۔ سب سے بڑی غلط فہمی تو میں نے بیان کردی کہ جو بگڑی ہوئی تعلیم یہ دے رہے ہیں جبکہ اسلام کی یہ تعلیم نہیں ہے۔ پچھلے دنوں داعش کے لیڈر نے یہی بیان دیا تھا، چار پانچ دن پہلے یہ بیان آیا تھا کہ اسلام تو جہاد اور شدّت پسندی کا مذہب ہے اور اس میں پیار اور محبت اور بھائی چارہ والی بات ہی کوئی نہیں۔ تو جب یہ خیالات پیدا ہو جائیں تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے جو ہو رہا ہے۔ سعودی عرب میں دیکھ لیں۔ ایک طرف تو یہ دعویٰ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے گھر کے متولّی ہیں۔ ایک طرف یہ دعویٰ کہ ہماری سر زمین پر دنیا کے سب سے اعلیٰ، ارفع اور خاتم النبیین کا مزار ہے۔ یہاں وہ پیدا ہوئے۔ یہاں وہ مدفون ہوئے۔ اور ہم بغیر کسی امتیاز کے، بغیر کسی discrimination کے ہر مسلمان فرقہ کو اجازت دیتے ہیں کہ یہاں وہ آتا ہے اور حج بھی کرتا ہے اور مدینہ بھی جاتا ہے۔ باقی سارے جو بھی حج کے مناسک ہیں وہ ہر ایک کو کھلے طور پر کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن اس کے باوجود جماعت احمدیہ کو حج کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

جماعت کی بات تو ایک طرف رہی لیکن دوسرے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ جو کلمہ پڑھتے ہیں۔ مسلمان کی تعریف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہے۔ جو کلمہ پڑھتا ہے، وہ مسلمان ہے۔ بلکہ یہ بھی روایت ہے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہہ دے وہ مسلمان ہے۔ تو ان مسلمانوں کے ساتھ جو کلمہ پڑھتے ہیں اب جو recent ڈویلپمنٹ ہوئی ہے وہ کیا ہو رہی ہے۔ یمن میں جو جنگ لڑی جا رہی ہے وہ فرقہ واریت کی جنگ ہے۔ ایک طرف یہ دعویٰ کہ ہم کھلی اجازت دیتے ہیں اور ہمارا کسی فرقہ سے تعلق نہیں، دوسری طرف فرقہ واریت کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اور پھر یہی نہیں، دو دن پہلے سعودی عرب کے اندر شیعوں کی ایک مسجد یا امام بارگاہ تھی وہاں حملہ ہوا اور 22 آدمی مر گئے اور کافی سارے زخمی بھی ہوئے تو وہاں بھی یہ فساد شروع ہوگا اس لئے کہ یہ اُن کے اپنے پیدا کردہ ہیں۔

پھر یہی لوگ جو سلفی ہیں، سعودی عرب کی پیداوار ہیں۔ اسی طرح شدّت پسند وہابی ہیں۔ تو یہ ساری چیزیں بتاتی ہیں کہ یہ لوگ اور یہ جگہ جس کو مسلمانوں کے تمام فرقے مقدس سمجھتے ہیں اور وہاں جاتے ہیں اور وہاں کے بادشاہ کی عزت بھی اس لئے کرتے ہیں کہ وہ وہاں کے متولّی ہیں۔ اس کے باوجود یہ لوگ مسلمان فرقوں سے یہ سلوک کرتے ہیں اور اُن کے دلوں میں جو کدورتیں ہیں وہ اب باہر نکل رہی ہیں۔ جو اپنے آپ کو سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کے علمبردار ہیں اسلام کی اصلاح کر سکتے ہیں، وہی شدّت پسندی کی تعلیم دے رہے ہیں۔

اب تو شدّت پسندی کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ ہر جگہ چل رہی ہے اور چلتی چلی جائے گی۔ اور یہی اسلام پہ سب سے بڑا الزام ہے۔ ہم جماعتِ احمدیہ، یہ کہتے ہیں کہ تم جماعتِ احمدیہ پر جہادی ہونے کا الزام لگاتے ہو یا extremist ہونے کا یا شدّت پسند ہونے کا اور صرف اپنے مذہب کو صحیح سمجھتے ہو۔ تو یہ سب غلط الزامات ہیں جو نہ قرآن کریم سے ثابت ہوتے ہیں اور نہ احادیث سے ثابت ہوتے ہیں اور نہ جماعت کے عمل سے تم ان الزامات کو ثابت کر سکتے ہو۔

❁......**پھر جرنلسٹ نے سوال کیا کہ: اس وقت دنیا میں جو conflict دیکھ رہے ہیں اس میں مسلمان ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔ آپ کس کو زیادہ قصوروار ٹھہراتے ہیں؟ مسلمانوں کو یا مغربی طاقتوں کو جو اپنے مفادات کے لیے ایسا کر رہی ہیں؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

بات یہ ہے کہ اگر آپ عقل استعمال نہ کریں اور کسی کی غلط باتوں میں آکے اپنے بھائی کی گردن اڑا دیں تو قصور وار جتنا incite کرنے والا ہوگا اتنا ہی آپ ہوں گے، جو پاگل ہوگئے۔ جو مطلبی قومیں ہیں، یا وہ گروہ، یا وہ لوگ، یا وہ طبقہ جو اسلام کو پنپتا نہیں دیکھنا چاہتا یا کسی بھی رنگ میں اسلام کے خلاف ہے کیونکہ اس وقت عملاً اگر کوئی کسی مذہب کو ماننے والے اُس مذہب پر عمل کرنا چاہتے ہیں یا اُس مذہب پر رہنا چاہتے ہیں یا سمجھتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب سچا ہے اور مذہب ضروری ہے وہ مسلمان ہیں۔ عیسائیت کا اکثریت طبقہ، پچھتر فی صد سے زیادہ مذہب کو چھوڑ چکا ہے۔

ایک زمانہ میں یہ کہا جاتا تھا کہ امریکہ میں بہت مذہبی لوگ ہیں۔ ابھی حال میں ہی جو survey ہوا ہے اس میں بہت سے لوگوں نے کہا ہے کہ ہمیں مذہب میں کوئی دلچسپی نہیں۔ مذہب کو ماننے والے لوگ بڑی تیزی سے کم ہو رہے ہیں۔ جو پہلے تقریباً 90 فیصد تھے دو تین سالوں میں 70 فیصد رہ گئے۔ تو یہ figure بتا رہے ہیں کہ مذہب سے دُوری ہو رہی ہے۔ وہاں اسرائیل میں سروے ہوا ہے جو پچھلے دنوں اخبار میں آیا تھا۔ جو یہودی ہیں اُن میں سے بھی بڑی تیزی سے ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو کہتے ہیں ہمیں مذہب سے کوئی دلچسپی نہیں اور یہ percentage تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

مسلمانوں کا چونکہ مذہب کی طرف رجحان ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا مذہب صحیح ہے اور مذہب ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے جو قومیں مذہب کے خلاف ہیں وہ چاہتی ہیں

کہ اسلام بھی اُسی طرح ختم ہوجائے جس طرح باقی مذاہب ختم ہو چکے ہیں۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ اس لئے وہ قومیں مسلمانوں کو بھڑکاتی ہیں، قوموں کو اور مختلف گروپوں کو بھڑکاتی ہیں اور یہ گروپ اِن کے ہی پیدا کردہ ہیں۔ یہ کئی جگہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ پچھلے دنوں peace symposium کے موقع پر مَیں نے یہی کہا تھا کہ ISIS جو ہیں نہ ان کے پاس کوئی industry ہے، یہ نہ کوئی ہتھیار بنا سکتے ہیں۔ نہ اِن کے پاس سائنٹیفک ریسرچ کی approach ہے۔ نہ اتنی sophisticated چیزیں ان کے پاس ہوسکتی ہیں۔ نہ ان کی economy اتنی مضبوط رہ سکتی ہے۔ ISIS کی economy کس طرح مضبوط ہورہی ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ چھ **ملین** ڈالر روزانہ ان کی کمائی ہے اور infrastructure کے اوپر یا جو سٹاف انہوں نے رکھا ہوا ہے یا payment کرتے ہیں، اس کا خرچ ایک **ملین** ڈالر ہے باقی پیسے کمارہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ پیسے کہاں سے آرہے ہیں۔

اب دیکھیں ایران پر پابندیاں لگاتے ہیں، ایران جو ایک Established پرانا ملک ہے اس کی economy ہے۔ ان کا ایک سسٹم ہے ایک infrastructure ہے، دنیا کے ساتھ تجارت ہے اور تعلقات ہیں۔ اس کے باوجود جب پابندیاں لگتی ہیں تو ان کی تیل کی پیداوار کی شرح کم ہوکر 70 فیصد سے نیچے چلی جاتی ہے۔ لیکن ISIS کی نہیں جاتی۔ ان کا تیل اسی طرح سمندروں میں جارہا ہے اور crude oil بوتل میں بھر کے car boot میں لے جاکر تو نہیں export ہوتا۔ کسی ٹینکر پر ہی جاتا ہے۔ آئل ٹینکر جاتے ہیں، بڑے بڑے vessel ہوتے ہیں۔

پس اصل بات یہی ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ کوئی فتنہ اسلام کے اندر پیدا ہوتا رہے اور یہ اصل میں منافقین کا فتنہ ہے۔ جو پہلے دن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی پیدا ہؤا اور بعد میں ذرا بڑھ کے ہؤا اور اب پھر بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اور یہ لوگ اسلام کے ہمدرد نہیں اسلام کے مخالفین ہیں اور بڑی طاقتوں کے ہاتھوں میں بیوقوف بن رہے ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ ان کو پیسہ مل رہا ہے۔

ایک سنجیدہ طبقہ بھی ہے جو چاہتا ہے کہ ہم اسلام کی کوئی خدمت کریں تو یہ لوگ وہاں جاتے ہیں، یورپ سے بھی اور یوکے سے بھی اور مختلف جگہوں سے، آسٹریلیا سے بھی امریکہ سے بھی، جو اب سب radicalise ہوتے جا رہے ہیں۔ آسٹریلیا سے پچھلے دنوں خبر تھی۔ کچھ لوگوں کو احساس ہؤا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے اب وہ واپس آنا چاہتے ہیں لیکن اب واپسی کا راستہ کوئی نہیں۔ trap ہوگئے ہیں۔ یا لڑائی کر کے مر جاؤ یا جو ہم کہتے ہیں اس کے مطابق dictate ہوتے رہو یا باہر نکلنے کی کوشش کرو تو تب بھی مر جاؤ۔ کوئی راستہ نہیں ہے۔ بس وہیں کے وہیں رہ گئے۔ اب ان لوگوں نے پیغام بھیجے ہیں۔

اِسی طرح پچھلے دنوں ایک ایڈریس میں مَیں نے ذکر بھی کیا تھا کہ ایک فرنچ جرنلسٹ کو آزاد کردیا گیا تھا وہ آیا اُس نے دنیا کو بتایا کہ انہوں نے کہا ہمیں نہیں پتا قرآن کیا کہتا ہے، حدیث کیا کہتی ہے۔ اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمیں تو یہ پتا ہے کہ ہم کیا کہتے ہیں۔ اور ابھی ان کی لیڈر شپ بھی پتا نہیں کون ہے۔ پہلے ابوبکر بغدادی کا نام لیا جاتا تھا۔ پھر جو سیکنڈ اِن کمانڈ تھا، پچھلے دنوں امریکہ نے اعلان کیا کہ ہم نے اُس کو بھی مار دیا۔ اب تیسرا کون آیا؟ یا اس قسم کے کئی ہیں۔ اور اُن کے نام کا فائدہ اُٹھایا جارہا ہے یا پھر اُس کی پچھلی ڈوری کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ ڈوری ہی ہے بس ہلانی ہے، کبھی اِدھر لے گئے کبھی اُدھر لے گئے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کہتے ہیں کہ قصوروار کون ہے؟ مسلمانوں کے یہ گروہ قصوروار ہیں اور یہ تو صرف گروہوں کی حد تک ہے۔ پھر حکومتوں کی طرف آجائیں۔ حکومتیں بھی مغرب کی طرف دیکھتی ہیں۔ بڑی طاقتوں کی طرف دیکھتی ہیں۔ اور بڑی طاقتیں ہی اُن کی ڈوری کھینچ رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سعودی عرب کے بادشاہ نے ابھی اپنی طرف سے بڑی جرأت دکھائی ہے کہ وہاں امریکہ نے چھ سات ہیڈ آف سٹیٹ کی میٹنگ کال کی تو کہا کہ میں نہیں جاؤں گا اپنا نمائندہ بھیجوں گا۔ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ واہ واہ کمال ہوگیا۔ لیکن لوگوں کو پتہ نہیں، وہ تو بیمار آدمی ہے، مریض ہے اُس کو پتا ہی کچھ نہیں کہ ہو کیا رہا ہے۔ اس نے سب کچھ ہی بدل دیا ہے۔ جس کو بھیجا ہے وہی طاقتور چیز تھی اور وہ امریکہ چلا گیا ہے۔ یہ بھی لوگوں کی غلط فہمیاں ہیں کہ وہ اُن کے سامنے بڑا کھڑا ہؤا ہے، کچھ بھی نہیں کھڑا ہؤا۔ امریکہ کے جُوا خانے (casinos) اِن کے سر پہ چل رہے ہیں۔ اور اِن کی اپنی ریاست امریکہ کے سر پہ چل رہی ہے۔ اِن کی باگ ڈور اسرائیل کے ہاتھ میں ہے۔ اب اسرائیل سعودی عرب کو کہتا ہے شاباش ایران پہ حملہ کرو اور شیعوں کو مار دو۔ تو یہ سب ظلم ہورہا ہے۔

حکومتیں بھی اِن بڑی طاقتوں کے ہاتھ میں ہیں اور وہ طاقتیں نہیں چاہتیں کہ کوئی ملک develop کرے۔ مجھے ایک عزیز نے آکر بتایا کہ قطر میں بڑی development ہورہی ہے۔ میں نے کہا فکر نہ کرو بیروت بھی ایک زمانہ میں پیرس کہلاتا تھا۔ بغداد بھی ایک زمانہ میں یورپ کہلاتا تھا اور لوگ کہتے تھے واہ واہ اِن کو تو کوئی ختم نہیں کرسکتا۔ انہوں نے ایسی ترقی کرلی۔ لیکن اب دیکھو ان دونوں ملکوں کا کیا حشر کیا ہے۔ میں نے کہا کہ جب اِن کو پتا لگے گا کہ قطر کی بھی لبنان اور بغداد کے برابر development ہوگئی ہے تو پھر اُس کو ایسا ماریں گے کہ پتہ چل جائے گا۔ اس لئے آپ کسی بھی خوش فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔

❁ ......جرنلسٹ کے سوال کہ کچھ عرصہ سے دنیا Boko Haram اور ISIS کی خلافت کے بارے میں سنتی ہے مگر خلافت احمدیہ اور ان دوسری خلافتوں کے بارہ میں جو کہ جرمن سنتے ہیں کیا فرق ہے؟ کے جواب میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جہاں تک خلافت کا تعلق ہے، یہ تو نئی خلافت نہیں۔ Boko Haram والے claim کرتے ہیں کہ ہم خلیفہ ہیں۔ ISIS والے یہ claim کرتے ہیں کہ ہم اسلام کے خلیفہ ہیں۔ سعودی بادشاہ یہ کہے یا نہ کہے اس کے دل میں یہی ہے کہ میں خلیفہ ہوں۔ مراکش (Moroco) میں جو بادشاہ ہے وہ خلیفہ ہی کہلاتا ہے، اس کو خلیفہ سمجھتے ہیں۔ پھر اس سے قبل جب تک اسلام کا زوال نہیں ہؤا، downfall نہیں ہؤا، اُس وقت تک سلطنتِ عثمانیہ میں بھی ایک خلافت چل رہی تھی۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اب کوئی خلافت نہیں، اب میں آگیا ہوں اور چند سال بعد ہی ان کی یہ خلافت ختم ہوگئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ کسی بھی کام کے کرنے کے اصول اور ضوابط ہوتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اسلام تو بڑی حکمت کی تعلیم دینے والا مذہب ہے اور جب حکمت کی تعلیم دیتا ہے تو پھر ایسی کوئی بات نہیں ہونی چاہئے جو حکمت کے مطابق نہ ہو۔ اب کوئی بھی حکومت قائم کرنی ہو تو یہ کبھی نہیں ہوتا کہ ایک دم آپ کھڑے ہوں اور اعلان کردیں کہ مَیں بادشاہ ہوں اور سب آپ کے پیچھے ہوجائیں یا چلے جائیں۔ دنیاوی حکومتیں بھی اس طرح کی ہوتی ہیں پہلے ایک گروپ بنتا ہے، پھر آہستہ آہستہ اس کی development ہوتی ہے، لیکن وہ تو ہوتی ہی dictatorship ہے۔ پھر وہ طاقت (might is right) کے اصول پر چلتی ہے۔ پھر دنیاوی حکومتیں لے لی بھی جاتی ہیں، بادشاہ دوسرے ملک پر حملہ کرتے ہیں اور حکومتوں پر قبضہ کرتے ہیں۔

پس اسلام حکمت کا مذہب ہے۔ اسلام نے ہر بات کی ایک دلیل دی ہے۔ اسلام نے بنیادی طور پر کہا کہ خلافت کا تعلق نبوت کے ساتھ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے نبوت ہے، پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت ہے۔ اُسی طریقہ پر چلنے والی خلافت ہے جو نبوت کے اصول پر چلے گی۔ نبوت کا اصول کیا تھا؟ نبوت کا اصول یہی تھا کہ انصاف کرو، عدل کرو، خدا تعالیٰ کی طرف لے کر آؤ، رحم کرو۔ اگر ظلم ہی ظلم تھا تو اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو رحمان اور رحیم نہ کہتا۔ اگر ظلم ہی ظلم تھا تو اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین نہ کہتا۔ اسلام میں جہاں پہ جنگیں بھی ہوئیں تو اُس کی دلیلیں قرآنِ کریم میں لکھی ہیں، بغیر دلیل کے کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ قرآنِ کریم نے تو کہا کہ تم بلاوجہ حملہ نہ کرو اور تلواریں نہ چلانی شروع کردو۔ پہلے دوسرے فریق سے پوچھ لیا کرو کہ تم کیا چاہتے ہو؟ جنگ چاہتے ہو یا صلح چاہتے ہو؟ تمہارے اُوپر کوئی جنگ نہیں ٹھونستا۔

فرمایا: قرآن کریم تو یہ تعلیم دیتا ہے کہ جو تمہیں سلام کردیتا ہے اُس کو بھی یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ تو خلافت عطا ہونے کے بھی کچھ اصول ہیں، تو اسی اصول کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا پہلے نبوت ہے۔ پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت ہے۔ پھر اس کے بعد باوجود اس کے کہ اسلام کی حکومت ہوگی اور بادشاہ اپنے آپ کو خلیفہ کہیں گے لیکن وہ بادشاہت ہوگی۔ پھر اِس سے آگے جابر بادشاہت ہوگی، شدت پسند بادشاہت ہوگی۔ پھر وہ زمانہ آئے گا، جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہوگا۔ اور پھر دوبارہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ اب یہ جو دوسرے لوگ ہیں خلافت کے دعویدار ہیں، یہ تو ملوکیت اور بادشاہت اور جابر بادشاہت کے اوپر عمل کررہے ہیں۔ انہوں نے تو اِس اصول کو تو مانا نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمبی حدیث میں بیان فرمایا تھا۔ تو وہ اصول یہ تھا کہ ایذا رساں بادشاہت اور جابر بادشاہت کے بعد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آتے اور اُن کے بعد خلافت قائم ہوتی اور پھر خلافت اسلام کی تعلیم کو جاری کرتی۔

اگر تلوار چلاکر دنیا میں اسلام کو پھیلانا ہے تو وہ جو نہیں مانتا، اُس کو قتل کرتے چلے گئے۔ عیسائیوں کو مار دیا۔ ایک خونی مہدی آئے گا، مسیح موعود بھی آئے گا اور تلواریں بھی چلائے گا۔ مسیح موعود سؤروں کو بھی قتل کرے گا۔ دونوں اکٹھے ہوجائیں گے پھر ساری دنیا کو تباہ کردیں گے تو پیچھے رہ کون جائے گا۔ یہ ایک لمبی حدیث ہے مختصراً خلاصۃً بیان کر رہا ہوں۔

اصل اصول یہی ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقیقی خلافت وہ ہوگی جو میرے مہدی کے آنے کے بعد قائم ہوگی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو خاتم الخلفاء بھی کہا ہے۔ پس بغیر نبوت کے خلافت ہو نہیں سکتی۔ خلفائے راشدین تو چار ہو گئے۔ اب یہ بغدادی صاحب ہیں کیا یہ پانچویں خلیفہ ہیں؟

پھر پچھلے چودہ سو سال میں تو کوئی خلیفہ نہ ہؤا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس اصول وہی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جابر بادشاہت کے بعد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنا تھا اور پھر اُس کے ذریعہ سے آگے خلافت قائم ہونی تھی جو نبوت کی بنیاد پر اُسی طریق پہ اور اُنہی اصولوں پہ چلنی تھی جن پر پہلے خلافت راشدہ چلی۔ پس یہ فرق ہے کہ ہم تو اسلام کی تعلیم کے مطابق عمل کرتے ہیں اور جماعت احمدیہ میں اصول وقواعد کے ذریعہ خلافت ہے۔ یہ نہیں کہ میں کھڑا ہو گیا تو میں نے اعلان کر دیا کہ میں خلیفہ ہوں اور آپ نے میری بیعت کر لی۔ میں تو بچتا تھا خلافت نہ ہی ملے تو اچھی بات ہے۔ مجھے تو زبردستی کھینچا گیا۔ جو دنیاوی خلافت ہے وہ زبردستی کھینچی جاتی ہے اور جو حقیقی خلافت ہے وہ زبردستی دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جاتی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ڈال کے دی جاتی ہے۔

❁ ......جرنلسٹ **نے سوال کیا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں اتنی زیادہ تنظیمیں ہیں ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ ہم سچے مسلمان ہیں۔ تو آپ کے پاس کوئی غیر مسلمانوں کے لئے مشورہ ہے کہ وہ حقیقی مسلمانوں کو کیسے پہچان سکتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بات یہ ہے کہ ہر کوئی کہے بیشک ہم مسلمان ہیں۔ میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ جو کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ وہ مسلمان ہے۔ باقی رہا حقیقی کون ہے اور کون نہیں تو اس کے لئے پھر ہمیں اُس کے پاس جانا پڑے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تعلیم کے ساتھ بھیجا۔ تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تھا کہ جس طرح پہلے یہودیوں کے بہتّر (72) فرقے تھے یہاں اسلام میں تہتّر (73) فرقے ہو جائیں گے۔ اور جو تہتّر واں فرقہ ہو گا وہ جماعت کے ساتھ قائم ہو گا۔

یہ فرقے کس طرح بنے۔ مین (Main) فرقے تو دو (2) ہیں۔ سنّی ہیں یا شیعہ ہیں۔ اب ان میں بھی subdivision ہو گئی ہے۔ اب سنّیوں میں چونتیس پینتیس فرقے ہیں۔ شیعوں میں بھی اتنے ہی فرقے ہیں۔ جو اصل فقہ ہیں جس کے اوپر چلتے ہیں وہ تو چار ہیں، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی لیکن فرقے بہتّر (72) ہیں۔ ہر مولوی جو ہے اس نے فرقہ بنالیا ہے۔ اس بارہ میں مَیں نے کچھ ہفتے پہلے ایک خطبہ میں بھی بتایا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے کچھ حوالے تھے کہ کس طرح ہر ایک مولوی جو کہتا ہے میرا یہ مذہب ہے۔ گو عام آدمی جب یہ کہتا ہے کہ میرا یہ مذہب ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں اس چیز کو مانتا ہوں، اس فرقہ کو مانتا ہوں۔ لیکن وہاں جب مذہبی لیڈر بن کے کوئی کہتا ہے کہ میرا یہ مذہب ہے تو مطلب ہے کہ تم میرے پاس آجاؤ، اُس دوسرے مولوی کو چھوڑ دو۔ یہ میری مسجد اور یہ میرا مذہب ہے۔ وہ تمہاری مسجد اور تمہارا مذہب ہے۔ اور پھر ایک دوسرے کو گالیاں دو اور ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں نہ پڑھو۔ کافر تو یہ ہر ایک دوسرے کو کہتے ہیں۔ کسی کو کافر کہنا کسی کا حق نہیں۔ جس نے کلمہ پڑھا وہ مسلمان ہے۔ ہاں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہیں مانتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے مسیح اور مہدی علیہ السلام کو نہیں مانتا تو وہ بہر حال انکار کرنے والا ہے۔ اور اس لحاظ سے کفر کا مطلب انکار کرنا بھی ہوتا ہے یعنی کسی بھی ذات کا انکار کرنا۔

❁ ......جرنلسٹ **نے سوال کیا کہ جماعتِ احمدیہ کو بطور ایک اصلاحی سلسلہ دیکھا جاتا ہے۔ بانی جماعت احمدیہ نے کونسی اصلاحات فرمائیں؟**

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سوال یہ ہے کہ یہ تو آپ کی definition ہے کہ اصلاحی سلسلہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ نہ تو اللہ نے یہ کہا، نہ اُس کے رسول نے یہ کہا کہ صرف اصلاحی سلسلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ جمعہ میں یہ فرمادیا ہے کہ جو دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا ہے اس دین پر قائم رہنے والے آخرین میں سے کچھ لوگ ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی پہنچ گیا ہو تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے یعنی مسیح موعود کو ماننے والے واپس لائیں گے۔ تو اس طرح جب دین کو صحیح طور پر قائم کر دیں تو پھر دین کے دو بنیادی کام ہوتے ہیں جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ دو کام یہ ہیں کہ اوّل بندے کو خدا سے ملانا۔ دوسرا انسانوں کے حقوق ادا کرنا۔ جب انسان خدا سے ملتا ہے اور خدا کی خاطر ہر کام کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ برائی کر ہی نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ غریبوں کا خیال رکھو، یتیموں کا خیال رکھو، مسافروں کا خیال رکھو، اپنے ہمسایوں کا خیال رکھو، اپنی بیویوں کا خیال رکھو، اپنے بچوں کی تربیت صحیح کرو اور اس طرح بے شمار ہدایات ہیں۔ تو یہ خیال رکھنا یہی ہے کہ اپنی اصلاح کرو اور ان کا خیال کرو اور یہ اُس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک حقیقت میں اپنے خدا کو نہیں مانو گے۔ جب انسان کسی کام کو کرتا ہے جیسے اس ملک میں بہت سارے لوگ چوری سے بچتے ہیں یا ڈرتے ہیں یا کسی علاقے میں نہیں جاتے تو اس لیے ایسا کرتے ہیں کہ انہیں پولیس سے یا قانون سے خوف ہے۔ اگر آپ یہاں انہیں کھلی اجازت دے دیں اور کوئی قانون نہ ہو، کوئی لاء اینڈ آرڈر نہ ہو تو پھر یہی ہو گا کہ ہر ایک کے اخلاق بھی گر جائیں گے۔ تو جب اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ہی انسان سب کچھ کر رہا ہو گا، اس کے حق ادا کر رہا ہو گا تو پھر اس کے حکم کے مطابق دوسروں کے حقوق بھی ادا کرے گا۔ تو یہ اصلاحی سلسلہ اس لیے ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ ہمارا دین ایک کامل اور مکمل دین ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بھی ملاتا ہے اور دنیا میں لوگوں کے حقوق بھی دلواتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لاء اینڈ آرڈر پر مجھے یاد آیا کہ پچھلے دنوں میں پاکستان سے کسی نے مجھے ایک اخبار کی کٹنگ بھیجی تھی جس میں ایک جلوس نکل رہا ہے اور انہوں نے ہاتھوں میں سیمی آٹو میٹک رائفلیں پکڑی ہوئی ہیں اور وہ پروٹسٹ کر رہے ہیں۔ اور نیچے Caption یہ ہے کہ یہ گھوٹکی کے علاقے کے ڈاکو ہیں جو یہ protest کر رہے ہیں کہ پولیس ہم پر ظلم کرتی ہے اور ہماری تو اتنی کمائی نہیں لیکن یہ ہم میں سے ہر ایک سے مہینہ یا دو مہینے کا ایک ایک لاکھ لے رہی ہے۔ اور پولیس کے ایس پی صاحب بجائے اس کے کہ ان کو پکڑیں اور جیل میں ڈالیں کہ تم جو protest کر رہے ہو کہ تم لوگوں کو لوٹتے ہو اور پھر تم اپنی صفائی نہیں پیش کر رہے کہ ہم لوٹتے نہیں بلکہ اقرار کر رہے ہیں کہ ہماری لوٹ کا مال اتنا نہیں جتنا پولیس ہم سے لے رہی ہے۔ تو تم لوٹ تو رہے ہو خواہ تھوڑا یا زیادہ، اس لیے سب کو جیل میں بند کرنے کی بجائے، ایس پی صاحب بیان دے رہے ہیں کہ یہ ڈاکو غلط بیان دے رہے ہیں۔ ہم ان سے اتنے پیسے نہیں لیتے۔ تو جب لاء اینڈ آرڈر کی یہ صورتحال ہو جائے تو پھر اصلاح کیا ہونی ہے۔

ہم جو اصلاح کی بات کرتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ اسلام کے دو اصول ہیں۔ خدا کی عبادت کرنا، اس کا حق ادا کرنا اور بندوں کے حقوق ادا کرنا۔ جب بندوں کے حقوق ادا ہوں گے تو وہی اصلاحی چیز بن جائے گی۔

حضور انور ایدہ للہ تعالیٰ نے فرمایا: مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں بلکہ یہیں ایک دفعہ کسی جگہ سے پروفیسر صاحب آئے تھے ان کو بھی بتایا تھا کہ ایک مرتبہ ماؤزے تنگ کے زمانے میں پاکستان کے منسٹرز کا وفد چین کے دورے پر گیا اور اس نے پوچھا کہ آپ نے بہت ڈویلپمنٹ کر لی ہے، آپ نے اتنا ریفارم کس طرح کرلیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ تم مجھ سے کیوں پوچھتے ہو؟ جاؤ اور اپنے رسول کی کتاب پڑھو اس میں کھول کر ساری باتیں لکھی ہیں۔ تم ان پر عمل کرلو تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تو قرآن کریم اصلاحی کتاب ہے۔ مذہب کے ساتھ اصلاح بھی کرتی ہے۔

پس اصل بات یہ ہے کہ جب ہم حقیقی مسلمان بن جائیں گے تو ہماری اصلاح بھی ہو جائے گی اور دوسروں کی اصلاح کرنے کے قابل بھی ہو جائیں گے۔ دو دن قبل آخن میں آپ کے کئی ممبرز آف پارلیمنٹ اور دیگر احباب نے کئی باتیں کیں تو میں نے انہی باتوں کو قرآن کے حوالے سے بتلا دیا تو اس پر کومنٹس جو مجھے ملے کہ یہ تعلیم ایسی اعلیٰ ہے کہ ہر ایک کو اسے اپنانا چاہیے۔ پس یہی اصلاح ہے جو ہم نے کرنی ہے اور یہی اصلاح ہے جو اسلام کرتا ہے۔

❁ ......جرنلسٹ **نے سوال کیا کہ مسلمانوں کے اندر احمدیہ جماعت ہی ہے جو کہتی ہے کہ جس کا انتظار تھا وہ آ گیا ہے۔**

اس سوال کے جواب میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سوال یہ ہے کہ اگر سارے ہی کہنے لگ جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیوں فرماتے کہ ایک فرقہ ناجی ہے اور دوسرے ناری ہیں۔ یہ ہونا تھا اور یہ پیشگوئی بھی پوری ہونی تھی۔ وہ لوگ جو یہ realize کر رہے ہیں جس نے آنا تھا آ گیا ہے اور اسلام کی اصل تعلیم یہی ہے تو ایسے لوگ احمدی ہو رہے ہیں۔ لندن کا LBC ریڈیو ہے۔ اس کی ایک بڑی مشہور صحافی نے میرا انٹرویو کیا تھا۔ شاید آپ نے بھی سن لیا ہو، اس کو میں نے یہی کہا تھا کہ جب یہاں سے دس بیس آدمی ISIS میں جاتے ہیں تو تم اس کا کتنا پروپیگنڈا کرتے ہو اور اخباروں میں اشتہار دیتے ہو اور جو لاکھوں آدمی اپنی اصلاح کر کے امن پسند ہونے کے لیے جماعت میں ہر سال شامل ہوتے ہیں ان کا تم اخباروں میں کوئی ذکر نہیں کرتے۔ تم جو کہتی ہو کہ تم بڑی انصاف پسند ہو تو ہمارا جلسہ آ رہا ہے اس میں بیعتوں کا اعلان ہو گا تم ان کی ریڈیو پر خبر دینا۔ پھر مَیں دیکھوں گا کہ تم کتنی انصاف پسند ہو۔

پس پیشگوئی کے مطابق یہ تو ہونا تھا اسی لیے وہ لوگ جو یہ realize کر رہے ہیں وہ شامل بھی ہو رہے ہیں۔ اب آپ کے والدین، باپ دادے بھی تو کسی زمانے میں کسی وجہ سے ہی احمدیت میں شامل ہوئے تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ایک منٹ میں ایسا ہو جائے تو ایسا نہیں ہؤا کرتا۔ بعض دفعہ تبلیغ کے ذریعہ اور بعض دفعہ نشانات کے ذریعے سے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی فرمائی کہ طاعون کی وبا پھوٹے گی، زلزلے آئیں گے اور یہ میرے زمانے کے نشانات ہیں اور پھر یہ سب آئے بھی تو اس زمانے میں masses (گروہوں) کی صورت میں لوگ جماعت میں شامل ہوئے۔ طاعون کے بعد روزانہ چار سو پانچ سو بیعتیں

ہوتی تھیں ۔تو اس لیے لوگ شامل ہوتے تھے۔ ابھی بھی جہاں جہاں نشانات دیکھتے ہیں وہاں ہوتے ہیں۔ افریقہ کی رپورٹس آتی ہیں ۔بعض دفعہ مَیں ذکر بھی کر دیا کرتا ہوں ۔لوگ نشان دیکھتے ہیں اور پورے کا پورا گاؤں احمدی ہوجاتا ہے۔ دو دوسو، چار چارسو گھر احمدی ہوجاتا ہے۔ دو چارسو گھر کا مطلب ہے ہزار بارہ سو آدمی۔ بعض اوقات چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہیں، چھوٹے قصبے ہیں، ٹاؤن ہیں سب احمدی ہوجاتے ہیں۔ پس شامل ہورہے ہیں۔ ایک دن میں تو دنیا نے قبول نہیں کر لینا۔ اسلام بھی دنیا میں ایک دن میں تو نہیں پھیلا تھا۔

۞......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ غلبہ جس کی پیشگوئی ہے یہ تبلیغ کے ذریعہ سے ہوگا یا آپ کہتے ہیں کہ کسی catastrophical event (قدرتی تباہی یا جنگ) کے ذریعہ سے ہوگا؟

اس سوال کے جواب میں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سوال یہ ہے کہ تبلیغ تو ہمارا کام ہے۔ یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ تبلیغ کا حکم تجھ پر نازل کیا گیا ہے۔ پس تبلیغ تو کرنی ہے لیکن اگر تبلیغ کے بعد دوسرے ظلم پر کھڑے ہوجاتے ہیں تو پھر نشانات بھی نازل ہوتے ہیں اور یہ مخالف لوگ اِن چیزوں کو مانتے ہیں ۔ ابھی پاکستان میں جب سیلاب آیا تھا، زلزلے آئے تھے تو غیر احمدی مولویوں نے خود کہا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے جو ہمارے اوپر آیا ہے اور ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم کہاں غلط ہیں۔ لیکن یہ بھی ساتھ کہہ دیا کہ قادیانیوں کی بات نہیں ماننی۔ اگر بات نہیں ماننی تو پھر عذاب ہی آنے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا وقت رکھا ہوا ہے۔ تبلیغ ہمارا کام ہے۔ دعا ہمارا کام ہے اور اسی سے یہ غلبہ ہونا ہے اور اگر اس سے یہ نہیں مانیں گے تو بعض جگہوں پر پھر عذاب بھی آتے ہیں اور عذاب انہیں توجہ دلاتے ہیں۔ اس لئے مَیں جامعہ کے لڑکوں کو یہی کہا کرتا ہوں کہ ہمارا کام ہے تبلیغ کرنا اور لوگوں کو بتانا ہے کہ یہ حقیقی راستہ ہے۔ اگر اس طرف نہیں آوٴ گے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی آسکتا ہے۔

۞......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ، اوباما نے state of the union میں ایک تقریر کے دوران کہا کہ no challenge is a greater threat than to our future generations than climate changes۔ آپ کا اس بارہ میں کیا نظریہ ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس کے بعد ایک politician نے اور ایک سینیٹر نے ایک اور بیان بھی دے دیا تھا کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ کلائمیٹ چینج کو لے کے بیٹھے ہوئے ہو۔ اِس وقت اس سے بڑی تھریٹ تمہارا وہ ظلم ہے جو تم لوگ ایک دوسرے کے خلاف کررہے ہو۔ کلائمیٹ چینج کے بارہ میں تو جو سائنٹسٹ ہیں اور موسم کے ماہرین ہیں وہ تو یہ کہتے ہیں کہ کچھ سالوں کے بعد کئی decades کے بعد ایک چینج آتا ہے۔ north pole اور اس طرح کے ایریا وغیرہ میں جو برف جمی ہوئی ہے۔ پہلے بھی ایسا ہوا تھا کہ وہ پگل گئی تھی۔ پھر دوبارہ جمنی شروع ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ ایک کلائمیٹ چینج تو ہے لیکن اس کے پیچھے دیکھیں کہ امریکہ کا کیا مقصد ہے۔ اِن لوگوں کا جو ہر بیان ہوتا ہے اُس کو صرف اُسی حد تک محدود نہ رکھا کریں، سوچ کر دیکھا کریں۔ ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ آپ کی جو کاربن ایمیشن (emission) وغیرہ ہے اس کی وجہ سے بہت ساری تبدیلیاں پیدا ہورہی ہیں۔ موسم میں گرمی پیدا ہورہی ہے جس کی وجہ سے ozon layer میں فاصلہ پیدا ہوگیا ہے یا پھٹ گئی ۔ یہ لمبی کہانی سنائی جاتی ہے۔ اس لئے ہمیں اپنی اس چیز پہ کام کرنا چاہئے اور امریکہ آج اعلان کرتا ہے کہ ہم کم کردیں گے۔ چائنا کہتا ہے میں تمہاری ہوشیاری سمجھتا ہوں ۔تم نے ترقی کی تھی میرے سے سو سال پہلے اور یہ سب چیزیں تم نے ہوا میں چھوڑیں۔ اب میں جب تک، سو سال تک اُس مقام پہ نہیں پہنچتا اور اتنی ترقی نہیں کر لیتا کہ تمہارے مقابلہ میں آکر تمہیں نیچے نہیں گرالیتا، مَیں اس پر مانوں گا نہیں۔ ابھی جو قصور ہوگا تمہارا ہوگا اور پھر سو سال کے بعد میرا ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ جو دنیا develop ہو رہی ہے وہ develop نہ ہو اور آپ اِن کے نیچے لگے رہیں۔ جو ملک develop ہو چکے ہیں وہ کہتے ہیں ہمارے نیچے لگے رہیں۔ امریکہ کہتا ہے کہ اگر چائنا اور انڈیا اوپر آگئے تو ہماری economy ختم ہوجائے گی ۔ اس لئے کلائمیٹ چینج کا شور مچا دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کلائمیٹ میں یہ جو تبدیلی آرہی ہے اس کی وجہ یہ دوسرے ممالک بنے ہیں۔ پہلے اپنے علاقوں کو تو سنبھالو۔ وہاں تو تم کام نہیں کررہے۔

۞......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آپ نے یہ کہا کہ سب سے بڑا خطرہ جو آپ کو نظر آرہا ہے وہ تیسری جنگِ عظیم ہے۔

اس سوال کے جواب میں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سب سے بڑا خطرہ جو میں دیکھتا ہوں (میں دنیاوی لیڈر تو نہیں ہوں) وہ اللہ تعالیٰ سے دُوری ہے اور پھر اس کی اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبیوں کو نہ ماننے پر سزا نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ ظلموں کے بڑھنے پر سزا دیتا ہے۔ دنیا میں ظلم بڑھ رہے ہیں۔ اسلام ختم ہورہا ہے۔ مسلمانوں کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔ آپ نے ابھی خود ہی بتایا۔ جو ترقی یافتہ ملک ہیں کم ترقی یافتہ ملک کو develop نہیں ہونے دینا چاہتے۔ جو قومیں develop ہورہی ہیں اُن کے لئے کوئی نہ کوئی ایسی restriction لگانے کا سوال اٹھاتے رہتے ہیں۔ یہ کلائمیٹ چینج والا سوال ہوگیا۔ اس کے اوپر میٹنگیں ہوتی رہتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کلائمیٹ چینج کا معاملہ تو پچھلے دو decades سے چل رہا ہے لیکن یہ شور نہیں مچ رہا کہ کتنے لوگ مرے؟ اِن کے بموں اور جنگوں سے کتنے لوگ مرے؟

بلکہ لوگ تو اب یہ بھی کہتے ہیں (پتا نہیں کہاں سے یہ خبر ہے صحیح ہے یا غلط ہے) کہ جو مختلف بیماریاں پھیلتی ہیں ان کا وائرس بھی خود ہی ایک دفعہ چھوڑتے ہیں اور پھر اس کے علاج کی دوائی سے اپنی انڈسٹری کو develop کرتے ہیں۔ کبھی Mad Cow کا سوال اٹھ جاتا ہے کبھی برڈ فلُو کا سوال اٹھ جاتا ہے۔ پھر افریقہ میں جو ایبولا پھیلی تھی اس کا سوال اٹھ جاتا ہے۔ تو بہر حال انسان جب اپنی حدوں سے باہر نکلتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا قانونِ قدرت بھی تو وہاں کام کرتا ہے۔ اب دیکھیں پہلے آبادی کی نسبت سے جنگلات زیادہ تھے۔ اِس کا سوال اٹھایا جاتا ہے۔ جہاں ظلم ہونے شروع ہوجائیں اور بلا وجہ اللہ تعالیٰ کے بیلینس کو بھی خراب کیا جائے تو پھر اس کے جو نیچرل رزلٹ ہیں وہ بھی تو ظاہر ہونے ہیں۔ پاکستان میں ٹھیک ہے آبادی بڑھ رہی ہے لیکن پاکستان میں جو north کا علاقہ ہے بلکہ راولپنڈی سے اوپر چلے جائیں تو سارا علاقہ ایک زمانہ میں بڑا گرین ایریا تھا اور بڑا گھنا forest تھا۔ اسی طرح سوات کے علاقہ میں، کشمیر کے علاقہ میں آگے نیلم ویلی وغیرہ کے علاقہ میں اور بعض ایسی جگہوں پہ جہاں forest تھے اچھے گھنے علاقے ہوتے تھے۔ اُس کو لوگوں اور سیاست دانوں نے کاٹ کاٹ کے اور اپنے جنگل بیچ بیچ کے فائدہ اٹھالیا ہے اور نئی پلانٹیشن نہیں کی ۔تو جب تک یہ پلانٹیشن نہیں ہوتی اس وقت تک جو نقصان ہوا ہے وہ تو پورا نہیں ہوسکتا۔

۞......جرنلسٹ نے سوال کیا ، آپ نے world leaders کو بھی خطوط لکھے اور آپ نے لیکچرز بھی دیئے اور کتاب بھی شائع کی اور جب آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا امن کی طرف نہیں جارہی ہے تو آپ کبھی مایوس بھی ہوجاتے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک شعر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے کہا جو بڑا اچھا ہے ؎

مایوس و غمزدہ کوئی اس کے سوا نہیں
قبضے میں جس کے قبضۂ سیفِ خدا نہیں

جس کو اللہ تعالیٰ پہ یقین ہو وہ مایوس نہیں ہوا کرتا۔ آئرلینڈ میں مجھے کسی اخبار کے جرنلسٹ نے یہی سوال کیا تھا ۔ میں نے کہا ہم give up کرنے والے نہیں ہیں۔ ہم تو لگے رہیں گے اور کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ اور ایک دن آئے گا جب دنیا realize کرے گی اور ٹھیک ہوجائے گی ۔ یہی ابھرتی ہوئی قوموں کا طریقہ ہے اور اسی طرح ہوتا ہے۔ مایوس ہوگئے تو بیٹھ گئے اور ختم ہوگئے ۔ میں مایوس ہوگیا تو آپ لوگ بالکل ہی مایوس ہوجائیں گے۔ باقی رہ گئی خطوط کی بات ۔ Obama صاحب کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے اس کا ایک political adviser مجھ سے خود ملا اس نے کہا میں اس سے بات کروں گا۔ مجھے حیرانی ہے کہ ابھی تک جواب نہیں ملا۔ کچھ عرصہ بعد اس کا جواب آیا کہ مشکل لگ رہا ہے۔ اس کے بعد پھر جواب آیا کہ ہمارے جو سرکردہ افراد تھے وہ سر جوڑ کے بیٹھے ہیں اور کہا ہے کہ اس خط کا جواب دینا بہت مشکل ہے، اس لیے جواب نہ دینا۔

کینیڈا کے پرائم منسٹر نے پہلے چھوٹا سا جواب مجھے دیا۔ اس کا ایک نائب تھا اتفاق سے مجھے ملا۔ اس سے بات ہوئی تو کچھ دن بعد پھر ذرا سا بہتر جواب آگیا کہ ہم یہ کر رہے ہیں۔ صرف ڈیوڈ کیمرون نے مجھے ایک جواب صحیح دیا تھا کہ آپ نے مجھے لکھا ہے اور ہم اٹامک پاور کو کم کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور ہم سارے جو G8 کے ملک ہیں اب G7 رہ گئے ہیں وہ کوشش کررہے ہیں کہ اس کو کم کریں۔ رشیا کو باہر نکال دیا۔ اور 2020ء تک ہم کو امید ہے کہ ہم اپنی نیوکلیئر پاور کم کرتے ہوئے تیسرے حصہ تک لے جائیں گے اور اسی طرح باقی دنیا بھی کم کرے گی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ، لیکن اس بیان کے باوجود بعض ممالک نیوکلیئر پاور میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ اسرائیل کے پرائم منسٹر کو بھی میں نے لکھا تھا لیکن کیا اثر ہوا؟ اُس نے دو دن پہلے threat کیا اور کہا ہے کہ امریکہ نے جاپان پہ جو ایٹم بم گرایا ہے اس کو جسٹیفائی (justify) اُس نے اس طرح کیا کہ اگر ہم اس طرح نہ کرتے جس سے جو لاکھوں لوگ مرے ہیں تو جنگ اس سے زیادہ لمبی ہوتی اور زیادہ لوگ مرتے۔ اس لئے اگر ہم بھی جنگ سے روکنے کے لئے ایران پہ ایٹم بم مارتے ہیں تو اس کی بھی justification ہمارے پاس ہے۔ ساتھ یہ کہہ دیا کہ ہم ماریں گے نہیں ۔لیکن سوال یہ ہے کہ اُس نے یہ سوال تو اُٹھا دیا۔ اب incite کیا ہے ایران کو۔ اب اگر ایران کے پاس نیوکلیئر پاور بننے کا potential ہے تو کیا وہ اس threat کے بعد رکے گا؟ وہ تو کرے گا۔ پھر اس

کے بعد امریکہ کہے گا یہ بات۔تو یہ ساری بڑی طاقتیں ایران کے خلاف اکٹھی ہوجائیں گی ۔ میں ایک پاگل کی مثال دیا کرتا ہوں ۔ایک پاگل ربوہ میں ہوتا تھا جولوگوں کے خلاف بولتا تھا۔اور یہ بات کرتا تھا کہ یہ لوگ جو بڑے طاقتور لوگ ہیں یہ مجھے گراتے ہیں اور مارتے ہیں۔ مار مار کے مجھے زمین پر گرا دیتے ہیں اور میرا گلا دباتے ہیں۔ جب میری آنکھیں باہر نکلتی ہیں اور سانس رکتا ہے تو کہتے ہیں خبیث آنکھیں نکالتا ہے اِسے اور مارو۔ یہ تو اِن کا حال ہے۔ یہ پہلے مارتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ آنکھیں نکالتا ہے اَور مارو۔ یہ جو ساری پالیسیاں ہیں، یہ دجّالی پالیسیاں ہیں۔

❁......جرنلسٹ نے سوال کیا کہ دنیا میں اِس وقت دو بلاکس بنے ہوئے ہیں ۔اگر آپ کو اُن کے لیڈر یعنی obama اور putin سے ملنے کا موقع ملے تو آپ اُن کو کیا کہیں گے؟

❁......اس سوال کے جواب میں **حضورِانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

آپ موقع پیدا کردیں پھر میں بتادوں گا کہ میں کیا کہوں گا۔

❁......جرنلسٹ نے کہا اب آخری **ایک سوال یہ ہے کہ جرمنی کے لئے آپ کا کیا پیغام ہے؟**

❁......حضورِانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جرمنی کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ جرمنی نے حوصلہ سے یورپی یونین کو سنبھالا ہوا ہے اس کو سنبھالے رکھیں تو بچتے رہیں گے۔ گو ہمارے پرائم منسٹر صاحب اِس کے بڑے خلاف جارہے ہیں۔ یہاں زیادہ بوجھ بھی جرمنی کے اوپر پڑ رہا ہے۔لیکن اِس کے باوجود مَیں سمجھتا ہوں کہ یورپ کی اس strength کو قائم رکھنا ضروری ہے۔اب جرمنی کے بحیثیت علیحدہ ملک ہونے کا سوال نہیں رہا، بلکہ یورپ کا continent بھی ایک ملک بن چکا ہے اور مقابلہ امریکہ سے ہے۔Economically بھی آپ نیچے جارہے ہیں۔ ڈالر strong ہو رہا ہے اور یورو نیچے جا رہا ہے۔اور سب سے بڑا ہتھیار اِس وقت economic crisis کا ہوتا ہے۔آپ لوگ یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہماری industry بڑی ہے ۔ ہماری مارکیٹ چین میں بھی چلی گئی اور انڈیا میں بھی چلی گئی اور ایشیا اور دوسری جگہ بھی چلی گئی اور افریقہ بھی جارہی ہے لیکن ایک حد تک یہ ہوتا ہے۔اور اب سوال یہ بھی ہے کہ اگلوں کی purchasing پاور کس حد تک ہے۔ان ممالک کا جہاں آپ کی انڈسٹری جارہی ہے سیچوریشن پوائنٹ کہاں تک ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ سعودی عرب وغیرہ یا جو تیل پیدا کرنے والے ملک تھے،لوگ کہا کرتے تھے کہ بڑی لمبی گاڑیاں رکھتے ہیں اور کام کرنے کے لئے ،یا سودا لینے کے لئے سپر مارکیٹ جاتے ہیں یا بینک میں کام کرنے جارہے ہیں تو آدھا آدھا گھنٹہ بھی پارکنگ میں کار آن رکھتے تھے اور گرم موسم میں ائیرکنڈیشننگ کو آن رکھتے تھے تا کہ کار کہیں گرم نہ ہوجائے۔ اب یہ حال ہوگیا ہے کہ چھوٹی گاڑیاں رکھتے ہیں اور ٹائر بھی اتنی جلدی نہیں بدلتے جتنا پہلے بدلا کرتے تھے اور گاڑیاں فوراً switch off کر دیتے ہیں۔ بلکہ اب ان کاروں میں automatic سسٹم آگیا ہے جہاں آپ نے ٹریفک لائٹ کے لئے بریک لگائی وہیں کار آف ہوجائے۔تو یہ economic crisis سب سے بڑے ہتھیار ہوتے ہیں۔اس لئے جرمنی کو اپنی economy پہ زیادہ توجہ دے کر اس کو مضبوط کرنا چاہئے اور جرمنی کی economy کے ساتھ یورپ کی economy وابستہ ہے۔

❁......جرنلسٹ نے کہا اور جرمن قوم کے لئے کیا پیغام ہے؟

اس پر حضورِانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جرمن قوم کے لئے یہی پیغام ہے کہ ایک برداشت کا حوصلہ زبردستی پیدا کردیا ہے۔بہر حال ان میں جو برداشت ہے اور جو بڑا اپن ہے تو جتنی قومیں یہاں آکر آباد ہو رہی ہیں یا ہوچکی ہیں اور جرمن قوم کا حصّہ بن چکی ہیں اُن کو اپنی قوم کا حصّہ بنائیں۔ جرمن قوم بھی تو ایک قوم نہیں ہے۔پچھلی دو سو ، چارسو سال کی history میں جائیں تو ان میں بھی مختلف قومیں شامل ہوئی ہیں۔اس لئے بڑا اپن دکھانا چاہئے اور باہر سے آنے والوں کو اپنے میں مدغم کرنا چاہئے۔اور جو باہر سے آنے والے ہیں، کئی لاکھ ترک یا ایشین آباد ہیں اُن کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ یہ سمجھیں کہ ہم اس ملک کا حصّہ ہیں اور اپنے اس ملک کے ساتھ وفا سے رہنا چاہئے۔اور جو باہر سے آنے والے اس ملک کے وفادار ہیں جرمن لوگوں کو ان کا Regard کرنا چاہئے۔

انٹرویو کا یہ پروگرام چھ بجکر 23 منٹ پر ختم ہوا۔